© rasailojaraid.com

شیخ بشیر احمد بی۔اے

ہجرتِ نبوی ﷺ کے اسباب

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں نے ۶۲۲ء میں مکہ معظمہ کو چھوڑ کر مدینہ منورہ کو ہجرت کی اور اب قرآن کی انقلابی تحریک نے اس نئے شہر کو اپنا مستقل مرکز بنا لیا۔ یہاں تک کہ اس جماعت نے آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد بھی مکہ معظمہ میں واپس آنا مناسب نہ سمجھا۔

کیا اس ہجرت کی وجہ یہ تھی کہ مسلمان خصوصاً نبی اکرم صلعم کفار مکہ کے ظلموں سے ڈر گئے تھے۔ اور جان بچانے کے لئے مکے سے ہجرت کر گئے تھے؟ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں نے نہایت ہی مردی اور استقامت کے ساتھ تیرہ سال تک ظالموں کے ان ظلموں کو برداشت کیا۔ لیکن مکہ چھوڑنے کا نام نہ لیا۔ حبشہ کی ہجرت نے یہ بات بھی اُن پر روشن کر دی تھی کہ وہ جہاں بھی جائیں گے قریش اُن کا پیچھا نہ چھوڑیں گے۔ ان باتوں کے پیش نظر یہ باور نہیں کیا جا سکتا۔ کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دلیر ساتھیوں نے اپنی تحریک کے مرکز کی یہ تبدیلی جان بچانے خاطر کی۔

ہجرت کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے اس انقلابی تحریک کے بعض پہلوؤں پر غور کرنا ضروری ہے قریش میں اس انقلابی تحریک کا ظہور سیدنا ابراہیمؑ کی دعا کا نتیجہ تھا۔ مکہ مکرمہ قریش کے عظیم الشان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قبیلے کا مرکز تھا - یہ تحریک اصل میں ایک بین الاقوامی تحریک ہے - حنیفیت ـــ کا نیا مستقل دور تھا - جب یہ مکے میں رہتے ہوئے قریش کے اوّل درجے کے افراد کو اپنے اندر سے چکی تو اس نے اپنی حقیقی بین الاقوامیت کے روح کا اظہار کرنا ضروری سمجھا اور اس کے لئے ایک مستقل مرکز بنانا ضروری خیال کیا - جو عرب کے دوسرے قبیلوں وغیرہ کی غیر عرب تحریک کا مرکز بھی ہو - وہاں قرآنی انقلابی تحریک دوسرے عرب قبیلوں اور غیر عرب تحریکات سے دوچار ہوگی - اور رفتہ رفتہ اپنی عالمگیر بین الاقوامیت کی تکمیل کرے گی - چنانچہ مدینے اٹھ جانے کے بعد قریشی انقلاب پسندوں نے اپنے غیر قریشی انقلابی بھائیوں کے ساتھ ایسا بھائی چارہ قائم کیا - جس کی مثال انقلاب کی تاریخ پیش کرنے سے عاجز ہے اس روح کو قائم رکھنے کے لئے اس جماعت نے مکہ فتح ہوجانے کے بعد بھی اس مرکز کو چھوڑنا پسند نہ کیا -

مکہ مکرمہ سیدنا ابراہیمؑ اور سیدنا اسماعیلؑ کا مرکز رہ چکا تھا - اس کی تمام قدیم تاریخی روایات انہی بزرگوں کے ساتھ وابستہ تھیں - اگر قریشی عربی انقلاب اس حنیفی انقلاب ہی کا تتمہ تھا پھر بھی اس نئے انقلاب کی ایک جداگانہ مستقل "شخصیت" تھی - اس لئے نہ تو یہ مناسب تھا کہ مکے کی قدیم حنیفی روایت کو اس نئے انقلاب کی تاریخ میں مدغم کرکے اسے اس تاریخی تقدس سے محروم کردیا جائے - اور نہ یہ مناسب تھا کہ یہ نیا انقلاب اس قدیم تاریخ میں مدغم ہوکر اپنا مستقل وجود کھو بیٹھے - چنانچہ نئے انقلاب نے اپنے لئے نیا مرکز انتخاب کیا اور اس طرح مکہ شریف کا قدیم تقدس اور تاریخی روایت کے سلسلہ بھی قائم رہا - اور وہ قرآنی انقلاب میں کم بھی نہ ہوا - اور نہ قرآنی انقلاب کا امتیاز مکے کی قدیم روایت میں مدغم ہوکر ماند پڑا -

گو قرآن حکیم کی انقلابی تعلیم میں قتال و جدال داخل ہے جیسے ہر ایک انقلابی تحریک میں ہوتا ہے - لیکن اصل میں یہ مسکینوں اور غریبوں کی تنظیم ہے وہ معاشی توازن اس لئے چاہتا ہے - کہ خدا پرستی کے لئے فراغت پا سکے اس لئے اس کے پھیلنے اور منظم ہونے کے لئے قتال و جدال کی بہ نسبت امن و امان کی زیادہ ضرورت ہے - سیدنا ابراہیمؑ نے حنیفیت کا ایک مرکز مکہ مکرمہ میں قائم کیا - جس کے ابتدائی داعی اور محافظ قریشی (بنی اسماعیلؑ) تھے قریش اور دوسرے عرب قبیلے اس مقدس مرکز میں حج کے لئے جمع ہوتے تھے - کعبے کا تقدس صدیوں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے قائم تھا۔ یہاں تک کہ عربوں جیسی اکھڑ اور غیر منظم قوم نے بھی جس کے قبیلے دائمی جنگ وقتال میں مصروف رہتے تھے۔ اس مقدس مرکز کی تعظیم کی خاطر حج کا موسم باہمی صلح کا موسم قرار دے رکھا تھا۔ چنانچہ وہ اس زمانے میں لڑنا حرام سمجھتے تھے۔ یہ اس کا صدیوں کا مألوف تصور تھا۔ یہ بجائے خود اچھا تخیل تھا۔ قرآنی انقلابی تحریک کا مقصد جیسے اوپر بیان کیا جاچکا ہے مسکینوں کی تنظیم تھی۔ جو صلح و آشتی کی طلبگار تھی۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی خونریزی کو پسند نہ فرماتے تھے یہی وجہ تھی کہ آپ نے حدیبیہ میں "دب کر" صلح کرنے کو قبول فرمالیا تھا۔ اور جب مکہ فتح کرنے کا وقت آیا۔ تو اُسے خونریزی سے بچانے کی انتہائی کوشش۔ آپ یہ ہرگز گوارا نہیں فرماتے تھے۔ کہ مکے میں قتال و جدال کا بازار گرم ہوتا۔ جو انقلابی تحریک کی کامیابی کے لئے ضروری تھا اور جیسے تاریخ شاہد ہی ہو کر رہا۔ اگر مکہ مکرمہ کو اس انقلابی تحریک کا مرکز بنایا جاتا تو اس مقام کا وہ تقدس جس کی وجہ سے عربوں کے جنگ جو قبائل بھی حج کے موسم میں لڑنے سے پرہیز کرتے تھے (شاید) قائم نہ رہ سکتا اور قائم نہ رہنے کی صورت میں عربوں کے قدیم تخیل کو صدمہ پہنچتا۔ جو اس انقلابی تحریک کے خلاف شدید ردعمل پیدا کردیتا۔ اتنی سی بات کے لئے عظیم الشان تحریک کو خطرے میں ڈالنا (دانشمندی) کے خلاف تھا۔ اس لئے مدینے کو اس نئی انقلابی تحریک کا مرکز بنایا گیا۔

الہام الرحمٰن فی تفسیر القرآن

من امالی الاستاذ العلامۃ عبید اللہ السندی

الجزء الثانی : قیمت ۔/۵۰ ۷/

ملنے کا پتہ

شاہ ولی اللہ اکیڈمی صدر حیدرآباد سندھ

© rasailojaraid.com